بابِ ساعت

بابِ ساعت پر کھڑی ہیں فاطمہؑ کی بیٹیاں
شام کے دربار میں ہے جشن کی تیاریاں

واحسینا کی صدا ہے عترتِ اطہار میں
جانے کیا گذری ہے اِن پر شام کے بازار میں
خون میں تر ہو گئیں کونین کی شہزادیاں

صبح سے تھک جاتے ہیں جب شامی پتھر مار کر
شام ہوتے ہی چلے جاتے ہیں ظالم اپنے گھر
رات بھر قیدی کھڑے رہتے ہیں زیرِ آسماں

غم تو یہ ہے چار جانب کلمہ گو آباد تھے
چادریں پھر بھی نہ دیں سر کو چھپانے کے لئے
سر کھلے کتنی اذانیں سن چکی ہیں بیبیاں

کوئی جاکر یہ بتا دو بیکس و مظلوم کو
مل رہی ہے یہ یتیمی کی سزا معصوم کو
اب سکینہؑ کو طمانچے دے رہے ہیں لوریاں

خون میں باقرؑ کے شامل غیرتِ عباسؑ ہے
ہے ابھی کم سِن مگر اِس کو بھی یہ احساس ہے
بزمِ مے نوشی کہاں اور ثناۓ زہراؑ کہاں

بن گیا تاریخِ غربت شام و کوفہ کا سفر
ظلم جتنے ہو گئے ہیں بے خطا سادات پر
مجرموں پر بھی کہاں ہوتی ہیں اتنی سختیاں

عابدِؑ بیمار آنسو خوں کے برستا رہا
بے ردائی کا اُسے زینبؑ کی غم کھاتا رہا
آتے آتے شام تک بوڑھا ہوا ہے یہ جواں

جا کے چہلم پر تکلمؔ نے یہ دیکھا ہے سماں
کل جہاں سے بے ردا گزری تھیں سب سیدانیاں
چادریں اب نام پہ زینبؑ کے بٹتی ہیں وہاں